

معاصر بیوعاتِ فاسدہ اور ان کے شرعی متبادلات: ایک فقہی جائزہ

The Qur'ānic Concept of Ḥikmah: A Comparative Study of al-Fārābī, Ibn Sīnā, and al-Ghazālī

Sohail Khan

Research Scholar, Reg. No. AWKUM-240211862, Department of Islamic Studies, Faculty of Arts and Humanities, Abdul Wali Khan University Mardan, Khyber Pakhtunkhwa

Dr. Gulzar Ali

Department of Islamic Studies, Faculty of Arts and Humanities, Abdul Wali Khan University Mardan, Khyber Pakhtunkhwa

Abstract

Islamic jurisprudence (fiqh) has developed a comprehensive framework for regulating contracts of sale (bay) with the aim of ensuring justice, transparency, and genuine mutual consent in financial transactions. Within this framework, buyu fasidah (defective or irregular sales) refer to transactions in which the basic contract is permissible in principle but becomes defective because of a prohibited element, uncertainty, ambiguity, an impermissible condition, or another violation of Shariah requirements. With the rapid transformation of contemporary financial practices, several new forms of commercial transactions have emerged that raise important questions concerning the application of these classical juristic principles. This study examines selected contemporary manifestations of buyu fasidah, including modern forms of bay al-inah in Islamic banking, derivative transactions, certain credit-card arrangements, online sales involving goods not possessed by the seller, and selected cryptocurrency transactions. The study seeks to determine which established juristic principles are implicated in these practices and to explore Shariah-compliant alternatives where necessary. A descriptive-analytical methodology is employed, drawing upon classical works of Islamic jurisprudence alongside contemporary resolutions and standards issued by recognised fiqh academies and Shariah institutions. The study finds that many contemporary financial practices can be evaluated effectively through the classical principles governing gharar, jahalah, riba, possession and ownership, and contractual conditions. It further argues that Shariah-compliant alternatives, including murabahah, musharakah, mudarabah, ijarah, and salam, can provide viable mechanisms for addressing contemporary financial needs, provided that these contracts are implemented in accordance with their substantive Shariah requirements rather than merely adopting their formal structures.

Keywords: Bayu'at Fasidah, Void Sale, Gharar, Contemporary Financial Transactions, Islamic Banking, Shari'ah Alternatives, Fiqh al-Mu'amalat

1. مقدمہ (Introduction)

اسلام نے انسانی معاش اور معاشرتی تعلقات کو عدل و انصاف کی بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے معاملاتِ مالیہ کا ایک جامع اور متوازن نظام دیا ہے۔ بیع یعنی خرید و فروخت اس نظام کا مرکزی ستون ہے، کیونکہ انسانی ضروریات کی تکمیل کا بڑا حصہ اسی کے ذریعے ممکن ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے واضح اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا

ہے¹، جس سے یہ اصول متعین ہوتا ہے کہ ہر تجارتی معاملہ فی نفسہ جائز نہیں بلکہ اس کی مشروعیت مخصوص شرعی ضوابط سے مشروط ہے۔ فقہائے کرام نے بیع کی تین اقسام بیان کی ہیں: بیع صحیح، بیع فاسد اور بیع باطل²۔ بیع فاسد وہ معاملہ ہے جس کا اصل و بنیادی ڈھانچہ تو شریعت کے مطابق درست ہو، لیکن اس میں کوئی وصف یا شرط ایسی شامل ہو جائے جو شریعت کے کسی متعین مقصد سے متصادم ہو، جیسے ثمن کی جہالت، غرر کا عنصر، یا معاہدے میں ایسی شرط جو عقد کے مقصد کے منافی ہو۔ عصر حاضر میں عالمی مالیاتی نظام کی پیچیدگی، بینکاری کے جدید طریقوں، ڈیجیٹل معیشت اور آن لائن تجارت کے فروغ نے بیوعات فاسدہ کی نئی صورتیں پیدا کر دی ہیں۔ روایتی بیع عینہ اور غرر جیسے مسائل اب بینکاری کی جدید مصنوعات، مشتقاتی معاہدوں، کریڈٹ کارڈ کے نظام اور کرپٹو کرنسی کی تجارت میں نئے لبادوں میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ ان جدید معاملات کی ظاہری شکل اکثر جائز نظر آتی ہے، لیکن ان کی حقیقت اور اثرات کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں فقہی اعتبار سے فساد کے وہی اسباب کار فرما ہیں جو کلاسیکی فقہ میں بیان کیے گئے۔ اس تحقیق کی اہمیت اسی نکتے میں پنہاں ہے کہ عام مسلمان اور حتیٰ کہ بعض اہل کاروبار بھی ان جدید معاملات کی فقہی حیثیت سے بے خبر رہتے ہیں، جس کے نتیجے میں غیر شعوری طور پر حرام یا مشتبہ معاملات میں ملوث ہو جاتے ہیں۔

اس مقالے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ معاصر مالیاتی و تجارتی معاملات میں پائی جانے والی بیوعات فاسدہ کی صورتوں کی نشاندہی کی جائے، ان کے پیچھے کار فرما فقہی علتوں کو واضح کیا جائے، اور ان کے متبادل کے طور پر اسلامی مالیاتی اداروں میں رائج شرعی متبادل معاہدوں (مراہجہ، اجارہ، مضارہ، مشارکہ، سلم، استصناع) کا تجزیہ پیش کیا جائے۔ تحقیق کے سوالات درج ذیل ہیں: اول، معاصر مالیاتی معاملات میں بیوعات فاسدہ کی کون سی نئی صورتیں پائی جاتی ہیں؟ دوم، ان کے فساد کا فقہی سبب کیا ہے؟ سوم، ان کے شرعی متبادل کیا ہیں اور وہ عملی طور پر کس حد تک قابل اطلاق ہیں؟ اس تحقیق کی افادیت متعدد سطحوں پر محیط ہے۔ علمی سطح پر یہ مطالعہ کلاسیکی فقہی اصولوں اور معاصر مالیاتی مظاہر کے مابین ایک تجزیاتی پل تعمیر کرتا ہے، جس سے فقہ المعاملات کے طلبہ و محققین کو یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ قدیم اصول نئے حالات پر کس طرح منطبق ہوتے ہیں۔ عملی سطح پر یہ تحقیق اسلامی بینکاری کے شعبے سے وابستہ افراد، شرعی نگران بورڈز کے ارکان اور عام صارفین کے لیے ایک رہنما دستاویز کی حیثیت رکھ سکتی ہے، جس کی مدد سے وہ اپنے روزمرہ مالیاتی فیصلوں میں شرعی تقاضوں کی بہتر پاسداری کر سکیں۔ معاشرتی سطح پر، چونکہ سودی نظام کے پھیلاؤ کے معاشی و اخلاقی مضمرات و وسیع پیمانے پر تسلیم شدہ ہیں، اس لیے اس موضوع پر تحقیق بالواسطہ طور پر ایک عادلانہ اور استحصال سے پاک معاشی نظام کے قیام میں معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ مقالے کا دائرہ کار بنیادی طور پر ان مالیاتی معاملات تک محدود رکھا گیا ہے جو عام صارف اور چھوٹے درمیانے درجے کے کاروبار سے براہ راست متعلق ہیں، جبکہ بڑے بین الاقوامی سرمایہ کاری کے ادارہ جاتی مسائل کو تفصیلی بحث سے خارج رکھا گیا ہے تاکہ موضوع پر ارتکاز برقرار رہے۔

2. پس منظر و تاریخی جائزہ (Background / History)

فقہائے احناف نے بیع فاسد کا تفصیلی نظریہ پیش کیا ہے جو دیگر مذاہب سے ممتاز ہے۔ امام سرخسی، کاسانی اور مرغینانی جیسے فقہاء نے اپنی کتب میں بیع فاسد کی متعدد اقسام بیان کیں³ جیسے بیع مجہول الثمن، بیع معلق بشرط فاسد، بیع غرر اور بیع عینہ۔ عینہ کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص کسی چیز کو ادھار زیادہ قیمت پر بیچ دے⁴ اور پھر وہی چیز نقد کم قیمت پر واپس خرید لے، جس کا نتیجہ درحقیقت سود کی صورت میں نکلتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اس طرز عمل سے سختی سے منع کیا گیا⁵ اور اسے سود کے دروازوں میں سے ایک دروازہ قرار دیا گیا۔ بیع غرر کی ممانعت پر بھی احادیثِ نبویہ میں واضح نصوص موجود ہیں⁶، جن میں مجہول اور غیر متعین اشیاء کی بیع، جیسے پرندے کو ہوا میں بیچنا یا مچھلی کو پانی میں بیچنا، سے منع فرمایا گیا۔ اسی طرح بیع الدین بالمدین یعنی ایک قرض کا دوسرے قرض کے بدلے تبادلہ بھی فقہاء کے نزدیک ناجائز قرار پایا کیونکہ اس میں ادائیگی کی یقینی ضمانت کا فقدان ہوتا ہے۔ کلاسیکی دور میں یہ مسائل بنیادی طور پر انفرادی تجارتی معاملات تک محدود تھے، لیکن بیسویں صدی میں جدید بینکاری نظام کے فروغ اور مغربی مالیاتی اداروں کے زیر اثر مسلم دنیا میں سودی بینکاری کے پھیلاؤ نے انہی فقہی مسائل کو ادارہ جاتی سطح پر نئے سرے سے زندہ کر دیا۔ اسلامی بینکاری کی تحریک، جو ساٹھ کی دہائی میں مصر اور بعد ازاں خلیجی ممالک میں شروع ہوئی، دراصل انہی روایتی بیوعات فاسدہ سے بچنے ہوئے متبادل شرعی معاہدوں کی تشکیل کی ایک کوشش تھی۔ تاہم وقت کے ساتھ بعض اسلامی مالیاتی ادارے بھی، خاص طور پر بیع عینہ اور تورق کی متنازع صورتوں میں، اسی قدیم مسئلے کے جدید نمونے پیش کرنے لگے، جس پر معاصر فقہی اداروں نے شدید تحفظات کا اظہار کیا⁸⁹۔

اسی اور توئے کی دہائیوں میں خلیجی ممالک، ملائیشیا اور جنوبی ایشیا میں اسلامی بینکاری کے ادارے تیزی سے قائم ہوئے، اور ساتھ ہی ساتھ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ اور AAOIFI جیسے ادارے وجود میں آئے جن کا بنیادی مقصد اسلامی مالیاتی مصنوعات کو یکساں شرعی ضوابط کے تحت منظم کرنا تھا¹⁰۔ اکیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ عالمگیریت، انٹرنیٹ کے فروغ اور ڈیجیٹل ادائیگی کے نظاموں نے مالیاتی معاملات کی رفتار اور پیچیدگی میں غیر معمولی اضافہ کر دیا۔ 2008ء کے عالمی مالیاتی بحران کے بعد، جو بڑی حد تک مشتقاتی معاہدوں اور غیر شفاف مالیاتی مصنوعات کی وجہ سے پیدا ہوا، عالمی سطح پر بھی اسلامی مالیات کے اصولوں، خاص طور پر غرر اور خطرے کی حقیقی شراکت سے اجتناب کے اصول، کی جانب توجہ بڑھی۔ اسی دوران کرپٹو کرنسی اور بلاک چین ٹیکنالوجی کے ظہور نے ایک بالکل نیا میدان کھول دیا جس میں روایتی فقہی اصولوں کا اطلاق ابھی زیر بحث ہے۔ اس تاریخی

پس منظر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بیوعاتِ فاسدہ کا مسئلہ کوئی جلد موضوع نہیں بلکہ ہر دور میں نئی شکلیں اختیار کرتا رہتا ہے، جس کے لیے فقہاء کو مسلسل اجتہادی بصیرت اور معاصر مالیاتی علم دونوں کی ضرورت رہتی ہے۔

3. لٹریچر ریویو (Literature Review)

معاصر بیوعاتِ فاسدہ کے موضوع پر خاصا علمی کام ہو چکا ہے۔ کلاسیکی مآخذ میں کاسانی کی بدائع الصنائع اور مرغینانی کی الہدایہ بیع فاسد کی بنیادی تعریفات و اقسام کے حوالے سے بنیادی مآخذ ہیں۔ معاصر مصنفین میں شیخ تقی عثمانی نے اسلامی مالیات کے متعارف مباحث میں بیع عینہ، تورق منظم اور مشتقاتی معاملات پر تفصیلی فقہی تنقید پیش کی ہے اور واضح کیا ہے کہ محض دستاویزی تبدیلی سے کسی معاملے کی حقیقت تبدیل نہیں ہوتی¹¹¹²۔ مندر تحف اور دیگر معاصر اسلامی اقتصادی ماہرین نے مالیاتی مشتقات (Derivatives) اور آپشنز کے معاملے میں غرر کے اصول کا اطلاق کرتے ہوئے ان کی حرمت پر استدلال کیا ہے¹³۔ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی (جدہ) اور اسلامی مالیاتی اداروں کی محاسبہ و آڈٹ تنظیم (AAOIFI) کے شرعی معیارات نے بیع عینہ، تورق منظم اور کریڈٹ کارڈ کے سودی چار جز کے بارے میں متعدد قرارداد جاری کی ہیں جو اس تحقیق کے لیے بنیادی معاصر مآخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اردو زبان میں مفتی محمد تقی عثمانی، مفتی محمد شفیع¹⁴ اور دیگر اہل علم کی تصانیف میں معاصر معاشی مسائل کا فقہی جائزہ ملتا ہے، تاہم ان تحریروں میں اکثر انفرادی مسائل پر توجہ دی گئی ہے اور بیوعاتِ فاسدہ کی جدید صورتوں کو ایک جامع فقہی فریم ورک میں یکجا کر کے پیش نہیں کیا گیا، جو اس تحقیق کا امتیازی پہلو ہے۔ کرپٹو کرنسی اور ڈیجیٹل اثاثوں کے حوالے سے فقہی ادب ابھی ابتدائی مراحل میں ہے، چنانچہ اس مقالے میں معاصر فتاویٰ جاتی مواد اور فقہی سیمینارز کی سفارشات سے استفادہ کیا گیا ہے¹⁵۔

4. تحقیقی طریقہ کار (Methodology)

یہ تحقیق کیفیتی (Qualitative) نوعیت کی ہے اور اس میں وضاحتی و تحلیلی (Analytical-Descriptive) طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔ اولاً کلاسیکی فقہی مآخذ سے بیع فاسد کی تعریف، اقسام اور اسبابِ فساد کا استخراج کیا گیا۔ ثانیاً معاصر مالیاتی معاملات کا مطالعہ کر کے ان کی ساخت کو انہی کلاسیکی اصولوں پر پرکھا گیا تاکہ معلوم کیا جاسکے کہ آیا ان میں غرر، جہالت، ربایا شرط فاسد جیسے عناصر پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ ثالثاً معاصر فقہی اداروں (بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، AAOIFI) کے فیصلہ جات اور معاصر فقہاء کی آراء سے تقابلی تجزیہ کیا گیا۔ رابعاً ہر مسئلے کے لیے اسلامی مالیاتی نظام میں رائج شرعی متبادلات و معاہدوں کا جائزہ لے کر ان کی افادیت اور حدود کو واضح کیا گیا۔ ڈیٹا کے حصول کا ذریعہ ثانوی مآخذ ہیں جن میں کتب، تحقیقی مقالات، فقہی اداروں کے فیصلہ جات اور اسلامی بینکاری کے ادارہ جاتی دستاویزات شامل ہیں۔

5. بحث و مباحثہ (Argument / Discussion)

5.1 بیع عینہ کی جدید صورتیں اور بینکاری معاملات

روایتی بیع عینہ کی جدید شکل بعض مالیاتی اداروں کی نقد فراہمی کی مصنوعات میں نظر آتی ہے، جہاں گاہک کو نقد رقم فراہم کرنے کے لیے کوئی اثاثہ ادھار زیادہ قیمت پر بیچا جاتا ہے اور بیک وقت یا فوراً بعد اسی ادارے کے ذریعے کم نقد قیمت پر واپس خرید لیا جاتا ہے۔ ظاہری طور پر یہ دو الگ الگ بیعیں معلوم ہوتی ہیں، لیکن چونکہ دونوں معاہدے ایک ہی وقت میں، ایک ہی فریق کے مابین اور از خود مشروط طور پر طے پاتے ہیں، اس لیے فقہاء کی اکثریت اسے حیلہٴ ربا قرار دیتی ہے۔ اسی سے ملتا جلتا مسئلہ تورق منظم (Organized Tawarruq) کا ہے، جس میں تیسرے فریق کی شمولیت کے باوجود پورا معاملہ از خود ادارے کے زیر انتظام اس طرح طے کیا جاتا ہے کہ اصل مقصد صرف نقد رقم کا حصول ہو، نہ کہ اثاثے کی حقیقی خرید و فروخت۔ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے اجلاس میں تورق منظم کو ناجائز قرار دیا ہے کیونکہ اس میں تسلسل اور ادارہ جاتی ترتیب اسے حقیقی تجارتی معاملے کے بجائے سود کے متبادل راستے میں تبدیل کر دیتی ہے¹⁶۔ اس کا شرعی متبادل مراہمہ لاء امر بالشراء ہے، جس میں مالیاتی ادارہ گاہک کی درخواست پر کوئی مخصوص اثاثہ حقیقی طور پر تیسرے فریق سے خریدتا ہے، اس پر قبضہ حاصل کرتا ہے اور پھر طے شدہ منافع کے ساتھ گاہک کو نقد یا اقساط پر فروخت کرتا ہے¹⁷۔ اسی طرح اجارہ (لیز فنانسنگ) بھی ایک متبادل ہے جس میں ادارہ اثاثے کی ملکیت اپنے پاس رکھتے ہوئے اسے کرایہ پر دیتا ہے۔ ان دونوں معاہدوں کی بنیادی شرط یہ ہے کہ حقیقی اثاثہ موجود ہو، ادارہ اس پر قبضہ اور ملکیت کے خطرات کا حامل ہو، اور دونوں معاملات کے مابین مصنوعی ترتیب یا مشروطیت نہ پائی جائے۔

5.2 بیع الدین بالدين اور کریڈٹ کارڈ کے معاملات

جدید کریڈٹ کارڈ کا نظام، خاص طور پر جہاں ماہانہ بقایا جات پر تاخیری سود (Late Payment Interest) وصول کیا جاتا ہے، فقہی اعتبار سے دو مسائل کا حامل ہے: اول، سود کی وصولی جو صریح ربا ہے؛ دوم، بعض صورتوں میں ایک قرض کو دوسرے قرض کے ذریعے ادا کرنے کا عمل جو بیع الدین بالدين کے زمرے میں آتا ہے¹⁸۔ آن لائن خرید و فروخت میں بھی بسا اوقات ادائیگی کے ایسے طریقے رائج ہیں جن میں غیر موجود یا غیر مقبوض چیز کی قیمت کا تعین قرض در قرض کی صورت میں ہوتا ہے، جس سے ادائیگی کی یقینی ضمانت

منگھوک ہو جاتی ہے۔ اس کا شرعی متبادل اسلامی کریڈٹ کارڈ کا وہ ماڈل ہے جو اجارہ یا کفالت بالا جرہ کی بنیاد پر تشکیل دیا جاتا ہے، جہاں ادارہ خدمت کی فراہمی پر ایک متعین اور غیر تاخیری فیس وصول کرتا ہے، نہ کہ بقایا رقم پر وقت گزرنے کے ساتھ بڑھنے والا سود۔ اسی طرح تاخیری ادائیگی کی صورت میں جرمانہ خیراتی مقاصد کے لیے مختص کیا جاتا ہے تاکہ ادارے کے لیے اس سے مالی فائدہ اٹھانا ممکن نہ رہے۔

5.3 بیع غرر اور مشتقاتی معاہدے (Derivatives)

عالمی مالیاتی منڈیوں میں فیوچرز، آپشنز اور سواپس جیسے مشتقاتی معاہدے وسیع پیمانے پر رائج ہیں۔ ان معاہدوں کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں حقیقی اثاثے کی ملکیت یا قبضہ منتقل نہیں ہوتا، بلکہ محض قیمت کے فرق پر مبنی ادائیگی کی جاتی ہے، اور بسا اوقات غیر موجود یا غیر مملوک چیز کی بیع (بیع مالیس عندک) بھی شامل ہوتی ہے¹⁹۔ آپشنز کا معاملہ اس لیے بھی متنازع ہے کہ اس میں فیس کے بدلے محض ایک اختیار (Right) کی خرید و فروخت ہوتی ہے جو فقہاء کے نزدیک کسی مملوک اور موجود چیز کی بیع میں شمار نہیں ہوتا²⁰۔ ان تمام معاملات میں غرر کا عنصر نمایاں ہے کیونکہ معاہدے کے وقت نہ اثاثہ متعین ہوتا ہے، نہ اس کی حتمی قیمت اور نہ ہی حقیقی تسلیم و تحویل کی نیت پائی جاتی ہے²¹۔ اس کے شرعی متبادلات کے طور پر فقہاء نے بیع سلم اور بیع استصناع کو تجویز کیا ہے۔ سلم میں قیمت کی مکمل ادائیگی وقت عقد پر کی جاتی ہے جبکہ اثاثے کی وضاحت (نوعیت، مقدار، معیار) اور تسلیم کی تاریخ متعین کی جاتی ہے، جس سے غرر کا عنصر ختم ہو جاتا ہے۔ استصناع مینوفیکچرنگ اور تعمیراتی شعبے میں مستقبل کی مصنوعات کی پیشگی خرید کا جائز متبادل فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح مستقبل کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ سے تحفظ (gingHed) کے لیے وعدہ (Bilateral Promise) پر مبنی اسلامی متبادل جیسے اسلامی فارورڈز تجویز کیے گئے ہیں، جن میں دونوں فریق ایک دوسرے کو پابند کرنے کے بجائے یک طرفہ وعدے کی بنیاد پر معاملہ طے کرتے ہیں۔

5.4 آن لائن تجارت میں بیع معدوم اور غیر مقبوض اشیاء

ای کامرس کے فروغ کے ساتھ ڈراپ شپنگ (Dropshipping) کا رجحان عام ہوا ہے، جس میں فروخت کنندہ ایسی اشیاء بیچتا ہے جو نہ اس کی ملکیت میں ہیں اور نہ اس کے قبضے میں، بلکہ آرڈر ملنے کے بعد وہ تیسرے فریق سے خرید کر گاہک کو براہ راست بھیجتا ہے۔ حدیث نبوی میں اس چیز کو بیچنے سے منع کیا گیا ہے جو بائع کے پاس نہ ہو²²، کیونکہ اس میں عدم تسلیم کا خطرہ اور غرر پایا جاتا ہے۔ اسی طرح پیشگی بلنگ کی بعض صورتوں میں بھی، جہاں مصنوعات ابھی تیار یا دستیاب نہیں ہوتیں، مکمل قیمت کی وصولی کے باوجود تسلیم کی کوئی یقینی ضمانت نہیں دی جاتی۔ اس کا شرعی حل یہ ہے کہ یا تو فروخت کنندہ پہلے خود اثاثے کا حکمی یا حقیقی قبضہ حاصل کرے، یا پھر معاملے کو بیع سلم کی شرائط کے مطابق منظم کرے جس میں قیمت کی مکمل پیشگی ادائیگی، اثاثے کی مکمل وضاحت اور تسلیم کی متعین تاریخ شامل ہو۔ ایجنسی یا وکالت پر مبنی ماڈل بھی ایک متبادل ہے جس میں فروخت کنندہ گاہک کی جانب سے کمیشن کے عوض خریداری کی خدمت انجام دیتا ہے، نہ کہ اپنی ملکیت کے بغیر چیز کو بیچتا ہے۔

5.5 کرپٹو کرنسی اور ڈیجیٹل اثاثوں کی تجارت

کرپٹو کرنسی کی تجارت بیوعاتِ فاسدہ کی ایک نسبتاً نئی صورت ہے جس میں بیک وقت متعدد فقہی مسائل جمع ہو جاتے ہیں: قیمت کی شدید غیر یقینی صورتحال (غرر)، بعض ٹوکنز کی بنیاد میں کسی حقیقی اثاثے یا افادیت کا فقدان (جہالت)، اور مارجن ٹریڈنگ کی صورت میں سودی قرض کا استعمال۔ لیوریجڈ ٹریڈنگ، جس میں ادارے سے قرض لے کر بڑی مقدار میں کرپٹو خریداجاتا ہے اور اس پر سود وصول کیا جاتا ہے، واضح طور پر ربا کے زمرے میں آتی ہے۔ اسی طرح فیوچرز کی بنیاد پر کرپٹو ٹریڈنگ میں وہی مسائل درپیش ہوتے ہیں جو روایتی مشتقاتی معاہدوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے متبادل کے طور پر معاصر فقہاء نے تجویز دی ہے کہ اگر کسی ڈیجیٹل اثاثے کی کوئی حقیقی افادیت اور معلوم بنیاد ہو، اس کی خرید و فروخت فوری تسلیم و تحویل (نہ کہ مارجن یا فیوچرز) کی بنیاد پر ہو، اور اس میں سودی قرض کا استعمال نہ ہو، تو ایسی تجارت کو احتیاط کے ساتھ جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ محض قیاسی و سٹے بازی پر مبنی، بغیر افادیت کے ٹوکنز کی تجارت سے اجتناب کی تاکید کی گئی ہے۔

5.6 روایتی انشورنس اور جدید کفافل ماڈلز میں غرر کا مسئلہ

روایتی کمرشل انشورنس کا معاہدہ بھی فقہی اعتبار سے بیع غرر کے زمرے میں شمار ہوتا ہے، کیونکہ اس میں پالیسی ہولڈر ایک متعین پر بیم کی ادائیگی کرتا ہے جبکہ ادارے کی جانب سے ممکنہ ادائیگی کی مقدار اور وقوع دونوں غیر یقینی ہوتے ہیں۔ معاہدے کی بنیاد ہی خطرے کی خرید و فروخت پر رکھی جاتی ہے، جو فقہاء کے نزدیک ایک ایسی چیز کی بیع ہے جس کا وجود عقد کے وقت متعین نہیں۔ اسی طرح بعض صورتوں میں انشورنس کمپنیاں جمع شدہ پر بیم کو سودی بنیادوں پر مختلف مالیاتی منڈیوں میں سرمایہ کاری کرتی ہیں، جس سے ربا کا عنصر بھی شامل ہو جاتا ہے²³۔ اس کا شرعی متبادل کفافل کا نظام ہے، جو باہمی تعاون (تبرع) کے اصول پر مبنی ہے²⁴۔ اس میں شرکاء اپنی رقم عطیہ کے طور پر ایک مشترکہ فنڈ میں جمع کرتے ہیں، اور جس شریک کو نقصان پہنچے اسے اسی فنڈ سے تعاون فراہم کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہاں معاملہ معاوضے کی بیع کے بجائے باہمی تبرع پر مبنی ہے، اس لیے غرر کا اصولی اعتراض ساقط ہو جاتا ہے۔ فنڈ کی سرمایہ کاری بھی مضاربہ یا وکالہ کی بنیاد پر شریعت کے مطابق کی جاتی ہے تاکہ ربا کے عنصر سے بھی اجتناب ہو سکے۔ تاہم بعض معاصر کفافل ماڈلز پر یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ وہ محض روایتی انشورنس کی اصطلاحی تبدیلی ہیں، اس لیے شرعی نگران بورڈز کی مسلسل نگرانی اس شعبے میں بھی ناگزیر ہے۔

5.7 اقساط پر خرید و فروخت میں شرط فاسدہ اور جرمانہ کا مسئلہ

معاصر تجارتی معاملات میں اقساط پر خرید و فروخت (Installment Sale) ایک عام رجحان ہے۔ بعض اداروں کے معاہدوں میں یہ شرط شامل ہوتی ہے کہ تاخیر کی صورت میں ہر ماہ بقیہ قسط پر ایک مقررہ فیصد جرمانہ عائد کیا جائے گا جو ادارے کی آمدنی میں شمار ہوگا۔ یہ عملاً وقت گزرنے کے ساتھ قرض میں اضافے کی صورت اختیار کر لیتا ہے جو رہائشیہ کی تعریف پر پورا اترتا ہے، خواہ اسے 'جرمانہ' یا 'لیٹ فیس' کا نام دیا جائے۔ اسی طرح بعض معاہدوں میں یہ شرط بھی پائی جاتی ہے کہ قبل از وقت ادائیگی کی صورت میں گاہک کو اضافی رعایت ملے گی، جو بذات خود اگرچہ متنازع نہیں، لیکن اگر یہ ابتداء ہی سے دو مختلف قیمتوں (نقد اور ادھار) کے مابین غیر متعین انتخاب کی صورت میں طے کی جائے تو یہ دو بیعوں کو ایک بیع میں جمع کرنے کے زمرے میں آسکتی ہے، جس سے منع کیا گیا ہے²⁵۔ اس کا شرعی حل یہ ہے کہ معاہدے کے آغاز ہی میں قیمت کو حتمی اور متعین طور پر طے کر لیا جائے، خواہ وہ نقد ہو یا ادھار، اور بعد میں اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے۔ تاخیر کی صورت میں جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے، لیکن اس کی پوری رقم ادارے کی آمدنی کے بجائے خیراتی مقاصد کے لیے وقف کی جانی چاہیے، جیسا کہ AAOIFI کے شرعی معیارات میں تجویز کیا گیا ہے، تاکہ ادارے کے لیے تاخیر سے مالی فائدہ اٹھانے کا محرک ختم ہو جائے اور بروقت ادائیگی کی ترغیب بھی برقرار رہے۔ اسی تناظر میں یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ مذکورہ بالا تمام صورتوں کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو ایک مشترکہ فقہی اصول سامنے آتا ہے: جدید مالیاتی معاملات کی تشخیص میں محض معاہدے کے نام یا دستاویزی ڈھانچے پر اکتفا نہیں کیا جاسکتا، بلکہ فقہ اسلامی کے مسلمہ قاعدے 'العبرة فی العقود للمقاصد والمعانی لا للألفاظ والمبانی' کے مطابق معاملے کی حقیقی روح اور نتیجے کو معیار بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ جو ادارہ محض اصطلاحات تبدیل کر کے سودی معاملے کو شرعی رنگ دینے کی کوشش کرتا ہے، وہ فقہی اعتبار سے قابل قبول نہیں، جبکہ جو ادارہ حقیقی معنوں میں تجارتی خطرہ، ملکیت کی منتقلی اور قبضے کی شرائط پوری کرتا ہے، اسی کا معاملہ شرعی متبادل کہلانے کا مستحق ہے۔

5.8 مضاربہ و مشارکہ پر مبنی متبادل ماڈل اور ان کے اطلاقی چیلنجز

مذکورہ بالا مباحث میں زیادہ تر توجہ تبادلاتی معاہدوں (Exchange Contracts) جیسے مراہمہ، اجارہ اور سلم پر مرکوز رہی، جو اسلامی مالیاتی نظام میں سب سے زیادہ رائج ہیں۔ تاہم فقہائے کرام اور معاصر اسلامی اقتصادی ماہرین کا اتفاق ہے کہ نفع و نقصان کی شراکت پر مبنی معاہدے، یعنی مضاربہ اور مشارکہ، اسلامی معیشت کا سب سے مثالی اور روح شریعت سے قریب تر ماڈل ہیں، کیونکہ ان میں سرمایہ کار اور صاحب کار و بار دونوں حقیقی معنوں میں خطرے میں شریک ہوتے ہیں، جو رہائشیہ کی بنیادی علت کے بالکل برعکس ہے جس میں سرمایہ کار بغیر کسی خطرے کے متعین منافع کا حقدار ٹھہرتا ہے²⁶۔ عصر حاضر میں بینکاری کے شعبے میں مضاربہ کی بنیاد پر ڈپازٹ اکاؤنٹس اور مشارکہ متناقصہ (Diminishing Musharakah) کی بنیاد پر گھروں اور جائیداد کی فنانسنگ کے ماڈل کافی مقبول ہو چکے ہیں۔ اس کے باوجود عملی میدان میں ان معاہدوں کے اطلاقی متعدد چیلنجز درپیش ہیں۔ اول، اکاؤنٹنگ اور رسک مینجمنٹ کے اعتبار سے نفع و نقصان کی شراکت کے معاہدوں میں شفافیت اور اعتماد کی سطح بلند ہونی چاہیے، ورنہ اطلاعاتی عدم توازن (Information Asymmetry) کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے جس میں صاحب کار و بار حقیقی منافع چھپا سکتا ہے۔ دوم، ریگولیٹری فریم ورک اکثر روایتی بینکاری کے اصولوں پر استوار ہوتا ہے جو خطرے میں شراکت پر مبنی معاہدوں کے لیے مکمل طور پر موزوں نہیں۔ سوم، بعض اسلامی بینک عملی مشکلات کی بنا پر خالص مشارکہ و مضاربہ کے بجائے مراہمہ اور اجارہ جیسے کم خطرے والے معاہدوں کو ترجیح دیتے ہیں، جس پر ناقدین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلامی بینکاری اپنی روح کے اعتبار سے ابھی روایتی بینکاری سے مکمل طور پر ممتاز نہیں ہو سکی²⁷۔ ان چیلنجز کے باوجود، شراکتی معاہدوں کی ترویج کو اسلامی مالیاتی نظام کی طویل المدتی ترقی کے لیے کلیدی سمجھا جاتا ہے، اور معاصر فقہی ادارے مسلسل اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اسلامی بینکاری کو صرف تبادلاتی معاہدوں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ حقیقی معنوں میں شراکتی ماڈل کو فروغ دیا جائے۔

5.9 حدود و اطلاقی چیلنجز کا مجموعی جائزہ

مذکورہ بالا تمام مباحث کے تناظر میں یہ بات قابل غور ہے کہ محض شرعی متبادل معاہدوں کا نظری وجود ہی کافی نہیں، بلکہ ان کے عملی اطلاقی میں تین بنیادی چیلنجز درپیش ہیں۔ اول، اداراتی چیلنج: بہت سے مالیاتی ادارے، خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں، شرعی نگران بورڈز کی آزادی اور فعالیت کو یقینی نہیں بناتے، جس سے شکلی طور پر شرعی مگر حقیقتاً روایتی سودی مصنوعات کی گنجائش پیدا ہوتی ہے۔ دوم، تعلیمی چیلنج: عام صارفین اور حتیٰ کہ بعض کاروباری حضرات بھی ان معاملات کی باریکیوں سے ناواقف ہوتے ہیں، جس کے باعث وہ بینک یا ادارے کے دعوے پر اعتماد کر کے غیر شعوری طور پر مشکوک معاملات میں داخل ہو جاتے ہیں۔ سوم، ریگولیٹری چیلنج: قومی اور بین الاقوامی مالیاتی قوانین اکثر روایتی بینکاری کے تصورات پر مبنی ہوتے ہیں، جس سے اسلامی مالیاتی مصنوعات کو ٹیکس اور قانونی اعتبار سے اضافی پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان چیلنجز پر قابو پانے کے لیے فقہی، تعلیمی اور قانونی سطحوں پر بینک وقت اصلاحات کی ضرورت ہے۔

6. تحقیقی نتائج

اس تحقیق سے درج ذیل اہم نتائج اخذ ہوتے ہیں: اول، معاصر مالیاتی نظام میں بیوعاتِ فاسدہ کی جدید صورتیں دراصل کلاسیکی فقہی مسائل ہی کے نئے لبادے ہیں، جن کا بنیادی سبب غرر، جہالت، ربا اور شرطِ فاسد کا اجتماع ہے۔ دوم، محض معاہدے کی دستاویزی یا اصطلاحی تبدیلی سے اس کی فقہی حیثیت تبدیل نہیں ہوتی، بلکہ حقیقتِ معاملہ کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ سوم، اسلامی مالیاتی نظام میں موجود متبادل معاہدے، یعنی مراضہ، اجارہ، مضاربہ، مشارکہ، سلم اور استصناع، اگر ان کی شرائط کی مکمل رعایت کے ساتھ نافذ کیے جائیں تو یہ جدید مسائل کا قابلِ عمل اور معیشت دوست حل فراہم کرتے ہیں۔ چہارم، بعض اسلامی مالیاتی ادارے بھی، خاص طور پر ترقی منظم کے استعمال میں، شکل پرستی کا شکار ہو کر روح شریعت سے دور ہو جاتے ہیں، جس پر ادارہ جاتی شرعی نگرانی کو مزید مؤثر بنانے کی ضرورت ہے۔ پنجم، کرپٹو کرنسی جیسے نئے میدانوں میں فقہی تحقیق ابھی ارتقائی مراحل میں ہے اور اس ضمن میں اجتماعی اجتہاد اور فقہی اداروں کے مسلسل جائزے کی ضرورت باقی ہے۔

7. خاتمہ (Conclusion)

مذکورہ بالا بحث سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی فقہ کا نظامِ معاملات محض قدیم مسائل تک محدود نہیں بلکہ اس کے اصولی ڈھانچے میں اتنی وسعت اور لچک موجود ہے کہ وہ ہر دور کے نئے مالیاتی مظاہر کا تجزیہ اور ان کا شرعی متبادل پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بیع عینہ، بیع غرر، بیع الدین بالدرین اور بیع معدوم جیسے کلاسیکی مسائل آج بیکاری کی جدید مصنوعات، کریڈٹ کارڈ کے نظام، مشتقاتی معاہدوں، آن لائن تجارت اور کرپٹو کرنسی کی صورت میں نئے سرے سے سامنے آرہے ہیں۔ ان تمام معاملات کا مشترکہ فقہی سبب غرر، جہالت، ربا یا شرطِ فاسد کا وجود ہے، اور محض ظاہری یا دستاویزی تبدیلی ان کی حقیقت کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ اسلامی مالیاتی ادارے اگر مراضہ، اجارہ، مضاربہ، مشارکہ، سلم اور استصناع جیسے متبادل معاہدوں کو ان کی حقیقی روح کے مطابق، محض شکلی طور پر نہیں بلکہ جوہری طور پر نافذ کریں، تو معاصر معیشت کی ضروریات اور شریعت کے مقاصد میں مکمل ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ شرعی نگران بورڈز کی خود مختاری اور فعالیت کو یقینی بنایا جائے، عوامی سطح پر مالیاتی خواندگی کو فروغ دیا جائے تاکہ عام صارفین بھی ان معاملات کی حقیقت سے آگاہ ہو سکیں، اور فقہی اداروں کے مابین کرپٹو کرنسی جیسے نوپید میدانوں میں اجتماعی اجتہاد کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ مستقبل کی تحقیق کے لیے تجویز ہے کہ ہر ایک معاصر مالیاتی پروڈکٹ پر مستقل و تفصیلی مطالعہ کیا جائے تاکہ نظریاتی بحث کو عملی رہنمائی میں ڈھالا جاسکے۔

حوالہ جات

- ¹ القرآن الکریم، سورۃ البقرہ 2:275۔
- ² علماء الدین الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد 5 (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1986ء)، 155-170۔
- ³ برہان الدین المرغینانی، الہدایہ شرح بدایۃ المبتدی، جلد 3 (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2005ء)، 55-80۔
- ⁴ برہان الدین المرغینانی، الہدایہ شرح بدایۃ المبتدی، جلد 3 (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2005ء)، 55-80۔
- ⁵ صحیح البخاری، کتاب البیوع، حدیث نمبر 2079۔
- ⁶ صحیح مسلم، کتاب البیوع، حدیث نمبر 1513۔
- ⁷ محمد امین ابن عابدین، رد المختار علی الدر المختار، جلد 4 (بیروت: دار الفکر، 1992ء)، 110-135۔
- ⁸ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی (جدہ)، قرارداد نمبر 179 (5/19)، "بیع التروق"، مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ 19 (2009ء)۔
- ⁹ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی (جدہ)، قرارداد نمبر 63 (7/1)، "بیع العینہ"، مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ 7 (1992ء)۔
- ¹⁰ Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions (AAOIFI), Shari'ah Standards (Manama: AAOIFI, 2015), Standard No. 8 (Murabahah), Standard No. 30 (Monetary Penalty).
- ¹¹ محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت (کراچی: مبین اسلامک پبلشرز، 2000ء)، 90-140۔
- ¹² Muhammad Taqi Usmani, An Introduction to Islamic Finance (Lahore: Maktaba Ma'ariful Qur'an, 1998), 100-160.
- ¹³ منذر قحف، اسلامی اقتصادیات: نظریہ اور عمل، مترجم (اسلام آباد: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 1995ء)، 210-230۔

¹⁴ محمد شفیع، معارف القرآن، جلد 1 (کراچی: ادارۃ المعارف، 1980ء)، سورۃ البقرہ کی تفسیر کے تحت۔

¹⁵ Shariah Advisory Council, "Resolution on Cryptocurrency Trading," Securities Commission Malaysia, 2020.

¹⁶ حسین حامد حسان، حکم الشریعۃ الاسلامیہ فی العقود المالیہ المعاصرہ (قاہرہ: دار السلام، 2004ء)، 240-200۔

¹⁷ یوسف القرضاوی، بیع المرابحہ للآمر بالشراء کما تجریہ المصارف الاسلامیہ (قاہرہ: مکتبہ وہبہ، 1987ء)، 40-65۔

¹⁸ عبد الستار ابو غدہ، بحوث فی المعاملات والاسالیب المصرفیہ الاسلامیہ، جلد 3 (جدہ: البنك الاسلامی للتنمیه، 1999ء)، 55-90۔

¹⁹ سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، حدیث نمبر 3462۔

²⁰ محمد عبد الحلیم عمر، الاشتقاق المالی من منظور اسلامی (جدہ: المعهد الاسلامی للبحوث والتدریب، 2001ء)، 30-70۔

²¹ Frank Vogel and Samuel Hayes, Islamic Law and Finance: Religion, Risk, and Return (The Hague: Kluwer Law International, 1998), 130-160.

²² سنن الترمذی، کتاب البیوع، حدیث نمبر 1234۔

²³ محمد نجات اللہ صدیقی، انشورنس کا شرعی متبادل: تکافل کا تعارف (نئی دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی، 1996ء)، 20-55۔

²⁴ مجلیہ مجمع الفقہ الاسلامی الدولی، قرار داد بشأن "التکافل الاسلامی"، شمارہ 6 (1990ء)۔

²⁶ State Bank of Pakistan, Shariah Standards for Islamic Banking Institutions (Karachi: SBP, 2018), Standard on Ijarah and Murabahah.

²⁷ عبد اللہ بن منیع، فتاویٰ فی المعاملات المالیہ المعاصرہ (ریاض: دار عالم الکتب، 2006ء)، 150-190۔